ڈاکٹر محمد ریاض

فارسی نثر کی اقسام اور ادوار

فارسی ادبیات کے ناقدوں نے شعر کی مانند فارسی نثر کی اقسام اور اس کے ادوار سے بحث کی ہے۔ فارسی شعر کے قدیم ترین دستیاب نمونے تیسری صدی ہجری سے مربوط ہیں لیکن نثر کے نمونے کوئی سو سال موخر تر ہیں۔ شاہ نامہ ابو منصوری کے مقدمے کو فارسی نثر کا قدیم ترین نمونہ مانا جاتا رہا ہے۔ وہ سب سے قدیم ترین نمونہ نہ ہو تو بھی قدیم ترین فارسی متون میں سے ضرور ہے۔ اسے ابو منصور عبدالرزاق طوسی نے لکھا تھا اور اس کا انتقال ۳۵۱ھ میں ہوا۔

سہ گانہ اقسام نثر

فارسی نثر کی تین اقسام ہیں، مگر ان سہ گانہ اقسام کی پھر مزید جزو بندی کی جاتی رہی ہے۔(۱) سادہ یا مرسل (۲) مصنوع، مسجع اور متکلف (فنی) نثر اس کے ذیل میں آتی ہے۔(۳) شکستہ نثر

سادہ یا مرسل فارسی نثر کی اصطلاح واضح ہے۔ یہ نثر کی وہ قسم ہے جس میں مطلب کو سادہ پیرایۂ بیان میں ادا کیا جاتا ہے اور موزوں و مسجع کلمات، مشکل لغات، محاورات اور تراکیب یا لفظی اور معنوی صنائع کو استعمال کرنے پر کوئی توجہ نہیں دی جاتی۔ شاہ نامہ ابو منصوری کے مقدمے کے ابتدائی دو جملے ملاحظہ ہوں:

"سپاس و آفرین خدائے را کہ این جہان و آن جہان را آفرید و ما بندگان را اندر جہان پدیدار کرد و نیک اندیشان و بد اندیشان وا و بدکرداران را پاداش و بادافراہ برابر داشت۔" اس زمانے میں مترادف کلمات لانے کا رواج تھا مگر مجموعی طور پر یہ جملے سادہ یا مرسل نثر کے نمونے ہی قرار پائیں گے۔

مصنوع نثر

مصنوع نثر کو مسجع، متکلف یا فنی کے نام سے بھی یاد کرتے ہیں مگر فارسی کتابوں میں بیشتر "نثر فنی" کی اصطلاح رائج ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فارسی نثر کے آغاز کی پہلی صدیوں اور چوتھی اور پانچویں صدی ہجری میں بالعموم سادہ و مرسل نثر کا رواج رہا، مگر بعد کی دو صدیوں میں مصنوع یا فنی نثر کا خاصا تداول رہا۔ ڈاکٹر حسین خطیبی نے اپنی تالیف "تاریخ تطور نثر فنی" (تہران ۱۹۶۶ء) میں چھٹی اور ساتویں صدی ہجری کی فارسی

مصنوع نثر کے تنوع سے بحث کی ہے۔

مصنوع نثر کے ذیل میں ایک مسجع نثر آتی ہے۔ یہ نثر کی وہ قسم ہے جس میں سجع کی کوئی صورت استعمال کی گئی ہو۔ "سجع"، علمِ بدیع کی اصطلاح میں ہم وزن یا ہم آہنگ کلمات کو کہتے ہیں۔ شعر میں یہ کلمات قافیہ کہلاتے ہیں۔ سجع تین طرح کا ہوتا ہے۔

پہلا سجع متوازن ہے جس میں حروف اور ان کے اوزان یکسان نوعیت کے ہوتے ہیں جیسے مواج اور نقاد۔ فرہنگِ معین جلدِ دوم میں اس کی یہ مثال نقل ہوئی ہے۔ "بحرے است مواج و شخصے است نقاد"۔ سجع متوازن میں "حرف روی" کی یکسانیت کا لحاظ نہیں ہوتا۔ دوسرا سجع متوازی کہلاتا ہے، جس میں وزن کی یکسانیت کے علاوہ "حرف روی" کی مطابقت کا بھی خیال رکھا جاتا ہے۔ مثلاً خلف، سلف اور علف کی طرح کے کلمات "سجع متوازی" کہلائیں گے۔ تیسری صورت سجع مطرف کی ہے جس میں مختلف اوزان مگر یکساں حرف روی والے کلمات لاتے ہیں جیسے مال اور آمال، آل اور مآل۔

نثرِ مصنوع کی تیسری قسم کو متکلف یا فنی مطلق کہتے ہیں۔ اس میں سجع کے علاوہ بعض لفظی صنائع کا استعمال ہوتا ہے مثلاً جناس یا ترصیع کا۔ جناس یا تجنیس اس صنعت کو کہتے ہیں جس میں متشابہ صورت مگر مختلف معانی کے حامل الفاظ استعمال کیے جائیں۔ "ترصیع" الفاظ کو مسجع بنانے اور حروف و الفاظ کے اوزان کا متساویاً لحاظ رکھنے کا نام ہے۔ ذیل کے تین جملے ملاحظہ ہوں:

"عشق گفت، دیوانہ جرعہ ذوقم، بر آرندۂ شوقم، زلفِ محبت را شانہ ام و زرعِ محبت را دانہ ام"۔ (کنز السالکین مؤلفہ پیر ہرات خواجہ عبداللہ انصاری)

"اگر شبہا ہمہ قدر بودے شب قدر بے قدر بودی"۔ (گلستانِ سعدی)

"دو کس دشمن ملک و دین اند۔ پادشاہِ بے حلم و زاہد بے علم"۔ (ایضاً)

جملہ اوّل میں ذوقم، شوقم اور شانہ ام و دانہ ام کے کلمات میں سجع ہے۔ دوسرے جملے میں لفظ قدر میں جناس ہے۔ (قدر، شبِ قدر، بے قدر) اور تیسرے میں 'بہ کمال' اور 'بہ جمال' میں ترصیع دیکھی جا سکتی ہے۔

البتہ یہ بات یاد رہے کہ جناس کی سات عام صورتیں ہوتی ہیں۔

۱۔ جناسِ تام جس میں ہم صورت مگر مختلف معانی والے کلمات استعمال ہوتے ہیں۔ اوپر کی مثال

جناس تام ہی کی تھی۔

۲۔ جناسِ ناقص، جس میں یکساں نوعیت کے حروف استعمال ہوتے ہیں مگر ان کی حرکات متفاوت ہوتی ہیں جیسے عطاء اللہ جوینی کی "تاریخ جہانگشا" (جلد اوّل) میں ہے: "دَور از خوشی دُور شد و قصور بر خرابی مقصور گشت۔"

۳۔ جناس زائد، ایک جیسے کلمات کے اوّل یا آخر میں کچھ اضافہ مقصود ہے جیسے "چون اجل حال گردد گزارش آن محال باشد" (مرزبان نامہ)۔ اُسے جناس مذیل بھی کہتے ہیں۔ حافظ کے شعر ذیل میں باد اور بادہ بھی جناس زائد کی صورت ہے۔

بیا کہ قصرِ امل سخت سست بنیاد است   بیار بادہ کہ بنیاد عمر بر باد است

۴۔ جناسِ مرکب: اس میں دو ہم جنس لفظ لائے جاتے ہیں جن میں ایک مرکب ہوتا ہے اور دوسرا مفرد و بسیط، مثلاً "راحۃ الصدور" میں حضرت علیؓ کے بارے میں ایک جملہ ہے: "آن شیرِ بیشۂ شریعت، سرورِ جہان طریقت، حیدر حیدرہ بابای شبیر و شبر۔"

۵۔ جناس مکرر: ایک جیسے الفاظ لاتے ہیں مگر بعض پر کچھ حروف کا اضافہ کر دیا جاتا ہے، جیسے ذیل کے شعر میں زار اور نزار:

بے سرود و رود تو بہ ہم و غم   بہ ندیم و یار من نزار و زار

۶۔ جناس مطرف: اس میں یہ التزام ہوتا ہے کہ ایک آخری حرف کے سوا باقی دو یا زیادہ کلمات جملے میں یکساں نوعیت کے استعمال کیے جاتے ہیں، مثلاً "مرزبان نامہ" کے مندرجہ ذیل جملے میں "معاش" اور "معاد"

"کہ در معاش دنیا و معاد آخرت آن را دستور حال خویش داریم۔"

۷۔ جناس خط: اس میں حروف کے نقطے متفاوت ہوتے ہیں مگر کلمات کی ظاہری حالت ایک طرح کی ہوتی ہے۔ مثلاً "دایہ ابر بہاری را فرمودہ تا نبات بنات را در مہد زمین بپرورد" (مقدمہ گلستان سعدی)

جناس کی دیگر اقسام میں مضارع (لاحق) مقلوب اور لفظی صورتیں ہیں جو اشتقاق کے ذیل میں آتی ہیں، مگر فنی نثر میں صرف ترصیع یا جناس سے کام نہیں لیا جاتا بلکہ کئی قسم کے کنایوں اور استعاروں سے بھی کام لیا جاتا ہے اور دیگر صنائع بھی استعمال ہوتے رہتے ہیں۔

شکستہ نثر: قدیم فارسی نثر کی منقولہ بالا دو ہی قسمیں ہیں مگر عصرِ حاضر کی فارسی کے اسلوب، خصوصاً مختصر

کہانیوں، ناولوں اور صحافتی ادب کو شکستہ نثر کہتے ہیں۔ مقصد یہ کہ اس اسلوب میں محاورے اور تخاطب میں تناظر اور ابلاغ کو پیش نظر رکھا جاتا ہے

فارسی نثر کے ادوار

فارسی ادب کے آغاز کو ہزار سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے۔ اس وقت دنیا کے مختلف علاقوں میں فارسی نویسوں کی موجودگی سے قطع نظر فارسی ایران، افغانستان اور روس کی بعض ریاستوں کے کروڑوں لوگوں کی مادری زبان ہے اور اس میں نثر و نظم کے سرمائے کا اضافہ ہو رہا ہے۔ مختلف علاقوں کے مکینوں کے انداز نگارش میں ایک حد تک تنوع نظر آنا ایک بدیہی بات ہے مگر کسی خاص دور کے مجموعی اسلوب میں معمولی اختلافات چنداں اہم نہیں ہوتے۔ برصغیر پاک و ہند میں بھی سات آٹھ سو سال تک فارسی ادب پروان چڑھتا رہا، مگر موجودہ ایران کے نقاد فارسی نثر کے حسب ذیل پانچ ادوار کی تعیین کرتے ہیں:

۱۔ فارسی نثر کے آغاز سے پانچویں صدی ہجری کے اواخر تک کوئی ڈیڑھ سو سالہ دور۔

۲۔ پانچویں صدی ہجری کے اواخر سے آٹھویں صدی کے اختتام تک کا عہد۔

۳۔ نویں صدی سے بارھویں صدی ہجری کے اواخر تک کا چار سو سالہ دور۔

۴۔ نثر جو تیرھویں صدی ہجری سے ایک سو سال تک متداول رہی ہے۔

۵۔ نثر جدید۔

ان پانچ ادوار کے ذیلی عہد مقرر کیے جا سکتے ہیں، تاہم یہاں مختصراً ان بڑے ادوار پر ہی بحث کی جا رہی ہے۔

دورِ اوّل

یہ فارسی نثر کا وہ دور ہے جس میں ابھی عربی ادب فارسی میں زیادہ دخیل نہ ہوا تھا، اس زمانے میں لکھی جانے والی کتابوں میں نمائندہ ادب مندرجہ ذیل تصانیف ہیں:۔

ابومنصور عبدالرزاق کا "مقدمہ شاہنامہ" (مولفہ ۳۴۶ھ)

ابوعلی محمد بلعمی مروزی کی "تاریخ بلعمی" (تاریخ طبری)، تالیف ۳۵۲ھ

ابوعلی ابن سینا کا "دانش نامہ علائی" (۳ جلد)

ناصر خسرو کا "سفرنامہ" (۴۳۷ تا ۴۴۴ھ)

ابوالفضل بیہقی کی "تاریخ بیہقی"

حضرت سید علی جلابی ہجویری کی کشف المحجوب"

خواجہ نظام الملک طوسی کا "سیاست نامہ" (سیر الملوک)

امیر عنصر المعالی کیکاؤس کا "قابوس نامہ"

دورِ دوم

اس دور میں بالعموم عربی زبان اور اسلامی ادب فارسی پر خاصا اثر انداز ہو چکا تھا۔ قرآنِ مجید کی آیات، احادیثِ رسول اور عربی اشعار اور امثال فارسی مصنفین کے ہاں اکثر منقول نظر آتے ہیں۔ اس طویل دور میں سادہ و فنی دونوں قسم کی نثر دیکھی جا سکتی ہے اور نمائندہ ادب کتب کئی ہیں۔ اس دور کی مندرجہ ذیل تصانیف ہیں:

کیمیائے سعادت، "مولفہ امام محمد غزالی"۔

اسرار التوحید، مولفہ محمد بن منور۔ (آواخر قرن ۶۰۰ ہجری)

کلیلہ و دمنہ، مولفہ ابو المعالی نصر اللہ منشی (ایضاً)

تذکرۃ الاولیا، عطار (م ۶۱۸ھ)

رسائل خواجہ عبد اللہ انصاری (م ۴۸۱ھ)

مقاماتِ حمیدی، مولفہ قاضی حمید الدین بلخی (م ۵۵۹ھ)

التوسل الی الترسل، بہاء الدین بغدادی

راحۃ الصدور، مولفہ نجم الدین محمد راوندی (مولفہ ۵۹۹ھ)

تاریخ وصاف، مولفہ وصاف الحضرۃ شرف الدین عبد اللہ (قرن ۷۰۰ و ۸۰۰ھ)

اخلاقِ ناصری، مولفہ خواجہ نصیر الدین طوسی (م ۶۷۲ھ)

گلستان، مولفہ شیخ سعدی (م ۶۹۱ھ)

ذخیرۃ الملوک، شاہِ ہمدان میر سید علی ہمدانی (م ۷۸۶ھ)

چہار مقالہ، مولفہ نظامی عروضی سمرقندی (آواخر قرن ششم ہجری)

مرزبان نامہ، مولفہ سعد الدین وراوینی (قرن ہفتم ہجری)

پیر ہروی شیخ الاسلام خواجہ عبد اللہ انصاری کے اکثر رسائل میں مصنوع اور فنی نثر کے نمونے ملتے ہیں وہ

غالباً قدیم ترین فنی نثر لکھنے والے ہیں۔ کہتے ہیں کہ وہ اسی قسم کے جملے بولا اور لکھا کرتے تھے:

"نماز نافلہ گزاردن کار پیرزنان است، روزہ تطوع صرفہ نان است، حج گزاردن گشت جہان است، دلے بدست آر کہ کار آن است"

"اگر بر ہوا روی، مگسے باشی، واگر در آب روی، خسے باشی، دلے بدست آر تا کسے باشی"

امام ابوحامد غزالیؒ کی "کیمیائے سعادت" کا اسلوب سادہ ہے۔ دیگر سادہ اسلوب والی کتابوں میں اسرار التوحید فی مقامات ابوسعید ابوالخیر، تذکرۃ الاولیا، چہار مقالہ، گلستان اور ذخیرۃ الملوک کے نام لیے جا سکتے ہیں مگر یہ کتابیں بھی تماماً آسان اور مرسل نہیں ہیں۔ مثلاً چہار مقالہ اور گلستان کے دیباچے خاصے متکلف ہیں، مگر بقیہ حصے نسبتاً سادہ ہیں۔ ذخیرۃ الملوک بھی پیرایۂ بیان کے لحاظ سے سادہ ہے مگر اس میں لغات کافی مشکل ہے۔ دیگر کتابیں مشکل ہیں یا مصنوع، مگر تاریخ وصاف میں تصنع و تکلف آخری درجے میں پہنچا ہوا ہے۔ یہ کتاب صنائع و بدائع اور مشکل لغات نیز غیر معمولی عربیت کے علاوہ اسلوبِ بیان کے لحاظ سے بھی پیچیدہ و مغلق ہے۔ اس کا مولف "شرف" کے تخلص کے ساتھ شعر بھی کہتا تھا۔ اس تاریخ کا نام "تجزیۃ الامصار و تزجیۃ الاعصار" ہے اور پانچ جلدوں میں ہے۔ یہ تاریخ جہانگشائے جوینی، کا تکملہ ہے اور مولف نے اسے رشید الدین فضل اللہ ہمدانی (صاحبِ تاریخ رشیدی) کی فرمائش پر لکھا تھا۔ اس کا مقدمہ اصل کتاب سے آسان تر ہے اور وہ اس طرح شروع ہوتا ہے:

"حمد و ستایشے کہ انوار اخلاصش آفاق و انفس را چون فاتحہ صبح صادق متلالی سازد و شکر و سپاسی کہ در موقع ستایستگی خلعت " لئن شکرتم لازیدنکم " (آیہ ۷ سورہ ابراہیم) در جید وجود جان اندازد، جناب قدس مالک الملک بحق واجب الوجودی را تعالیٰ عن درک الفہم والقیاس کمال ذاتہ وجل عن مسابقۃ الظنون جلال صفاتہ کہ جوہر بسیط معلول اول را از خزانہ خانہ " کنت کنزاً مخفیا فاحببت ان اعرف، بیرون آورد و اوّل ماخلق اللہ العقل، و باز از شاخ نو بر عقل فیاض گل نفس کل را بہ صبا صنع صمدیت بشگفتانید و بہ وساطت آن دو جوہر جواہر مجردات و نفوس مفارقات در سلسلہ امکان مکنت نعد دیافت و اجرام علویات در میدان شوق انوار جمال و مطالعہ جلا یائے اسرار کمال او گوئے صفت در خم چوگان تقدیر گردان شد"...

دورِ سوم

اس دور میں بھی نثر فارسی کا رطب و یابس موجود ہے۔ بیشتر کتابیں فنی اسلوب میں لکھی گئیں مگر

بعض میں سادگی اور جذالت کے بھی اچھے نمونے ملتے ہیں - اہم تر فارسی کتابوں میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں۔

بہارستان از مولانا عبدالرحمٰن جامی (م ۸۹۸ھ)

اخلاقِ جلالی از علامہ جلال الدین دوانی شیرازی (م ۹۰۸ھ)

اخلاقِ محسنی از ملا حسین واعظ کاشفی سبزواری (م ۹۱۰ھ)

تاریخ حبیب السیر از خواندمیر (م ۹۴۲ھ)

درہ نادرہ۔ جہانگشائے نادری از میرزا مہدی خان (م تقریباً ۱۱۸۰ھ)

آئینِ اکبری ۔ عیار دانش از ابوالفضل علامی اکبرآبادی (م ۱۰۱۱ھ)

منشآت از قائم مقام فراہانی (م ۱۲۵۱ھ)

پریشان از میرزا قاآنی شیرازی (م ۱۲۷۰ھ)

اس فہرست میں شامل دو کتابیں بہارستان اور پریشان گلستانِ سعدی کی پیروی میں ہیں۔ بہارستان کے آٹھ روضے ہیں اور اس میں دل پذیر اور اخلاق آموز حکایات ملتی ہیں۔ اس کتاب اور قاآنی کی پریشان میں نثر کے ساتھ نظم بھی ہے۔ اخلاقِ جلالی، اخلاقِ ناصری کے اسلوب میں ہے مگر اس سے مشکل تر۔ ان دونوں کتابوں میں حکمائے یونان اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اخلاق کے رذائل اور فضائل سے بحث کی گئی ہے مگر اخلاقِ محسنی پر دینی رنگ زیادہ غالب ہے۔ مصنف نے اس کتاب کے علاوہ انوارِ سہیلی اور فتوت نامہ سلطانی کے ذریعے دین و اخلاق کی تعلیمات عام کرنے کی کوشش کی ہے۔ انوارِ سہیلی کو کلیلہ و دمنہ کا ایک دوسرا نقش جاننا چاہیے۔

انشا کے اعتبار سے میرزا قائم مقام فراہانی کے منشآت اور مکتوبات بے حد اہم ہیں۔ وہ شیوۂ سعدی کا شیدا تھا، مگر اس کی تحریر گلستان سے آسان تر ہے۔ اس کے خطوط فارسی میں ایسے ہی بے نظیر ہیں جیسے اُردو میں میرزا غالب کے مکاتیب بے بدل مانے گئے ہیں۔

دورِ چہارم

اس دور کو "دورۂ بازگشت ادبی" کہتے ہیں اور اس کا آغاز میرزا قائم مقام فراہانی سے جاننا چاہیے۔ تیرھویں صدی ہجری (انیسویں صدی عیسوی) میں ایران میں بڑے نامور پیدا ہوئے اور انھوں نے دورِ دوم اور سوم کے نامور ادیبوں کی تقلید میں تیے شاہکار تخلیق کیے اور تکلف و تصنع سے بالعموم دُور رہے

ہیں۔ ان میں ملک الشعرا بہار، علامہ میرزا محمد بن عبدالوہاب قزوینی، علامہ علی اکبر دہخدا، عباس اقبال آشتیانی، عبدالرحیم طالب، یوسف اعتصامی، اعتصام الملک، محمد علی فروغی اور سید محمد علی جمال زادہ کے نام سرِفہرست رکھے جانے کے قابل ہیں

دورِ پنجم

اس دور میں گزشتہ پون یا نصف صدی کے ادبا کو شامل کرتے ہیں۔ یہ جدید فارسی کا دور ہے۔ بلکہ جدید تر نثر و نظم دونوں کا۔ اس عصر میں ہیئت، معنی آفرینی اور اسلوب کے نئے نئے تجربے ہوئے اور قابلِ تحسین سرمایۂ ادب تیار ہوگیا اور ہو رہا ہے۔ بڑے بڑے مصنفوں میں علی دشتی، سعید نفیسی، مجتبیٰ مینوی، مطیع الدولہ، محمد حجازی، حبیب یغمائی، صادق ہدایت، بزرگ علوی، ڈاکٹر عبدالحسین زرکوب، بدیع الزمان فروز انفر، ڈاکٹر محمد جعفر محجوب، ڈاکٹر پرویز ناتل خانلری، صادق چوبک، نصراللہ فلسفی، ڈاکٹر محمد علی اسلامی ندوشن، جواد فاضل، شجاع الدین شفا، مسعود فرزاد، ڈاکٹر محمود صناعی، رسول پرویزی، ڈاکٹر احسان یارشاطر اور جلال آل احمد کے نام اس وقت یاد آ رہے ہیں۔ ان لوگوں کی تحریروں کے ذریعے ایرانی قوم اور وہاں کے ادب کی تہذیبِ نو ہو رہی ہے۔

تاریخِ جمہوریت

از شاہد حسین رزاقی

موجودہ زمانے میں جمہوریت کو عالم گیر مقبولیت حاصل ہے اور اس نے ایک ترقی یافتہ نظریۂ حیات کی شکل اختیار کرلی ہے۔ یہ کتاب قبائلی معاشروں اور یونانِ قدیم سے لے کر عہدِ انقلاب اور دورِ حاضر تک جمہوریت کی مکمل تاریخ ہے جس میں جمہوریت کی نوعیت و ارتقا، مطلق العنانی اور جمہوریت کی طویل کش مکش، مختلف زمانوں کے جمہوری نظامات اور اسلامی و مغربی افکار کو نہایت واضح اور عام فہم انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب پنجاب یونیورسٹی کے بی۔اے آنرس کے نصاب میں داخل ہے۔

قیمت ۱-/۲۲ روپے

ملنے کا پتا:- ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور